کیا صرف حضرت حسین علیہ السلام نے ہی بیعتِ یزید کا انکار کیا تھا؟

حامیانِ یزید میں سے ہر چھوٹا بڑا یہی واویلا کرتا نظر آ رہا ہے۔ کہ یزید کی بیعت لوگوں نے برضا ورغبت کی تھی، سوائے دو تین افراد کے۔ یزید کے یہ ناکام وکیل اس طرح کی گفتگو سے سادہ لوح عوام کو گمراہ کر رہے ہیں۔ بات صرف یزید کی بیعت و ولیعہدی تک نہیں رہنے دیتے۔ بلکہ یہ زبان دراز مصنف اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص کرنے لگتے ہیں۔ جنہوں نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ لہٰذا ان کے مکرو فریب کو عوام پر ظاہر کرنا نہایت ضروری ہے۔ اب آتے ہیں بیعتِ یزید کی اصل حقیقت کی طرف۔

■ علومِ حدیث کے معروف امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں ایسی دو روایتیں ذکر کی ہیں۔ جن سے وکلائے یزید کا مکروفریب بے نقاب ہو جاتا ہے۔

"عن يوسف بن ماهك قال كان مروان على الحجاز استعمله معاوية نخطب فجعل يذكر يزيد بن معاوية لكي يبايع له بعد أبيه فقال له عبد الرحمن بن أبي بكر شيئا فقال خذوه فدخل بيت عائشة فلم يقدروا { عليه } فقال مروان إن هذا الذي أنزل الله فيه {والذي قال لوالديه أف لكما أتعدانني} فقالت عائشة من وراء الحجاب ما أنزل الله فينا شيئا من القرآن إلا أن الله أنزل عذري"

یوسف بن ماہک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے۔ کہ مروان، معاویہ کی طرف سے حجاز کا امیر تھا۔ اس نے خطبہ دیا۔ دورانِ خطبہ یزید کا تذکرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ کہ اس کے باپ کے بعد اس کی بیعت کر لی جائے۔ تو عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اس سے کچھ کہا۔ تو مروان منبر پر ہی کہنے لگا۔ اسے پکڑ لو۔ تو حضرت عبدالرحمٰن ابی بکر رضی اللہ عنہما سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں داخل ہو گئے۔ اس لیے کہ مروان کے سپاہی انہیں پکڑ نہ

سکے۔ تو مروان کہنے لگا۔ یہ وہی ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔

"والذي قال لوالديه أف لكما أتعدانني"

تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے فرمایا۔

"ما أنزل الله فينا شيئا من القرآن إلا أن الله أنزل عذري"

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں میری صرف برأت ہی اتاری ہے۔

(بخاری حدیث نمبر 4827)

قارئین کرام: درج بالا روایت میں" فقال شیئا" کے الفاظ آئے ہیں۔ کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے مروان سے کچھ کہا۔ وہ کیا کلمات تھے۔ جنہیں سن کر مروان آپے سے باہر ہو گیا۔

علامہ بدر الدین العینی رحمۃ اللہ علیہ وضاحت فرماتے ہیں

فقال عبد الرحمن ما هي إلا هرقلية أن أبا بكر والله لم يجعلها في أحد من ولده ولا من أهل بيته"

تو عبدالرحمٰن ﷛ نے مروان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔ یہ ہرقلیت ہے۔ حضرت ابو بکر ﷛ نے تو اپنی اولاد میں سے کسی کو اپنا جانشین نہیں بنایا۔ اور نہ ہی اپنے خاندان میں سے کسی کو منصبِ خلافت پر فائز کیا۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری جز28 ص233، فتح الباري ابن حجر ج8 ص578)

ابن الجوزی ﷫ کے الفاظ کچھ یوں ہیں

"فقال عبد الرحمن أهرقلية أي أتجرون على سنة هرقل - وهو قيصر - في إقامة الولد مقام الوالد في الملك"

حضرت عبدالرحمٰن ﷛ کھڑے ہوئے۔ مروان سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ کیا تم ہرقلیت کی سنت جاری کرنا چاہتے ہو۔ کہ باپ کے بعد بیٹے کو تختِ حکومت پر بیٹھا دیا جائے۔

(كشف المشكل من حديث الصحيحين ج1 ص1248)

جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدر المنثور ج 13 ص 328 پر یہی روایت ذکر کی ہے

امام عبد الرحمٰن بن ابی حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ ذکر کی ہے۔

"فقال عبد الرحمن بن أبي بكر : اهرقلية ؟ ان أبا بكر والله ما جعلها في أحد من ولده ، ولا أحد من اهل بيته ، ولا جعلها معاوية في ولده الا رحمة وكرامة لولده . فقال مروان : الست الذي قال لوالديه : اف لكما ؟ فقال عبد الرحمن : الست ابن اللعين الذي لعن رسول الله ﷺ اباك . قال وسمعتهما عائشة فقالت يا مروان ،انت القائل لعبد الرحمن كذا وكذا ؟ كذبت ما فيه نزلت ولكن نزلت في فلان بن فلان ثم انتحب مروان ثم نزل عن المنبر حتى اتى باب حجرتها فجعل يكلمها حتى انصرف"

تو عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کیا ہر قلیت لانا چاہتے ہو۔ حضرت ابو بکر نے اللہ کی قسم اپنی اولاد و خاندان میں سے کسی کو اپنا جانشین نہیں بنایا۔ معاویہ نے اپنے بیٹے کو جانشین بنایا ہے تو صرف اور صرف اس کے ساتھ تعلق اور شفقت کی بنیاد پر۔ تو مروان کہنے لگا۔ کیا تو وہ نہیں۔ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا تھا۔ "اف لکما؟" تو حضرت عبدالرحمٰن نے جواباً کہا۔ کیا تُو اس لعنتی شخص کا بیٹا نہیں ۔ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی تھی۔ راوی کہتا ہے۔ کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ باتیں سن لیں۔ مروان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگیں۔ اے مروان تو عبدالرحمٰن سے یہ باتیں کہہ رہا تھا۔ تو جھوٹ بولتا ہے۔ اس کے بارے میں یہ آیت نازل نہیں ہوئی۔ مروان چیخ اٹھا۔ پھر منبر سے اتر کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے کے پاس جا کھڑا ہوا۔ وہاں مروان کی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بحث و تکرار ہونے لگی۔ پھر پلٹ گیا

(تفسیر ابن ابی حاتم ج10 ص3295)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں یوں منظر کشی کرتے ہیں

فقال عبد الرحمن بن أبي بكر لقد جئتم بها هرقلية ، أتبايعون لأبنائكم! فقال مروان هو الذي يقول الله فيه" وَالَّذِي قالَ لِوالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُما" الآية. فقال: والله ما هو به. ولو شئت لسميت، ولكن الله لعن أباك وأنت في صلبه، فأنت فضض من لعنة الله"

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کہنے لگے۔ کہ تم ہر قلیت لانا چاہتے ہو۔ تم اپنے بیٹوں کی بیعت لیتے پھرتے ہو۔ تو مروان کہنے لگا۔ یہ وہی ہے جس کے بارے میں اللہ نے کہا ہے۔

"وَالَّذِي قالَ لِوالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُما"تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے جوابا کہا۔ ایسی بات نہیں ہے۔ اگر میں چاہوں تو میں نام بتا سکتا ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ پر اس وقت لعنت کی تھی۔ جب تو اپنے باپ کی پشت میں تھا۔ تُو تو لعنت کا ایک ٹکڑا ہے۔

(تفسیرالقرطبی ج16ص197).

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور اور درسی تفسیر فتح القدیر میں لکھتے ہیں۔

فبلغ ذلك عائشة فقالت: كذب مروان، والله ما هو به، ولو شئت أن أسمي الذي نزلت فيه لسميته، ولكنّ رسول الله ﷺ لعن أبا مروان، ومروان في صلبه، فمروان من لعنه الله۔

سیدہ عائشہ علیہا السلام تک جب یہ بات پہنچی۔ تو فرمایا ! مروان نے جھوٹ کہا۔ اللہ کی قسم اس سے مراد عبدالرحمٰن نہیں۔ اگر میں اس کا نام لینا چاہوں۔ جس کے بارے میں نازل ہوئی ہے، نام بھی لے سکتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے تو مروان کے باپ پر لعنت کی تھی۔ اور مروان اپنے باپ کی پشت میں تھا۔ لہٰذا مروان اللہ کی لعنت کا حصہ ہے۔

(فتح القدیر ج6 ص460)

قارئین کرام ! مذکورہ بالا عبارت میں مروان کا نام آپ نے بار بار پڑھا ہے۔ ضروری ہے کہ اس کے بارے میں بھی

قدرے وضاحت کر دی جائے۔ حامیانِ یزید کے ہاں یہ شخص بلند پایہ ولی ہے۔ حالانکہ محدثین کرام کے ہاں انتہائی گھٹیا اور شریر شخص ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"وله اعمال موبقة نسال الله السلامة رمى طلحة بسهم وفعل ما فعل"

اس سے نہایت ہی تباہ کن اعمال سرزد ہوئے ہیں۔ ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں۔ کہ ہم ایسے اعمال سے محفوظ رہیں۔ اس نے حضرت طلحہ کو تیر مار کر شہید کیا تھا۔ اور اس سے نہایت ہی گھٹیا حرکات سرزد ہوئیں۔

(میزان الاعتدال ج4 ص89)

حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"كان مروان اكبر الاسباب فى حصار عثمان لانه زور على لسانه كتاباالى مصر بقتل اولئك الوفد"

حصارِ عثمان کے بڑے اسباب میں ایک سبب مروان ہے۔ اس لیے کہ اس نے اہلِ مصر کے نام سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے جعلی خط لکھا تھا۔

ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفیؒ نے بھی اسی قسم کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ دیکھئے۔

(مدارک التنزیل وحقائق التأویل ج3 ص319)

■ حدیث نمبر 2

عن ابن عمر قال دخلت على حفصة ... قلت قد كان من أمرالناس ما ترين فلم يجعل لي من الأمر شيء فقالت الحق فإنهم ينتظرونك وأخشى أن يكون في احتباسك عنهم فرقة فلم تدعه حتى ذهب فلما تفرق الناس خطب معاوية قال من كان يريد أن يتكلم في هذا الأمر فليطلع لنا قرنه فلنحن أحق به منه ومن أبيه قال حبيب بن مسلمة فهلا أجبته قال عبد الله فحللت حبوتي وهممت أن أقول أحق بهذا الأمر منك من قاتلك وأباك على الإسلام فخشيت أن أقول كلمة

تفرق بين الجمع وتسفك الدم ويحمل عني غير ذلك فذكرت ما
أعد الله في الجنان   قال حبيب حفظت وعصمت

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں۔ میں ام المومنین سیدہ حفصہؓ کے پاس آیا۔میں نے کہا، لوگوں کا جو طرزِ عمل ہے وہ آپ دیکھ ہی رہی ہیں۔ مجھے امرِ خلامت میں شریک نہیں کیا گیا۔ فرمایا! کہ تم فورا جاؤ۔وہ تمہارا انتظار کرتے ہوں گے۔ مجھے خدشہ ہے کہ تمہارا وہاں نہ جانا کہیں اختلاف کا باعث نہ بن جائے۔ وہ مسلسل کہتی رہیں۔ حتیٰ کہ آپ چلے گئے۔ جب لوگ منتشر ہو گئے، حضرت معاویہ نے خطبہ دیا۔ کہ جو شخص اس بارے میں گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ وہ ہمارے سامنے تو آئے۔ ہم اس سے اور اس کے باپ سے خلافت کے زیادہ حقدار ہیں۔ حبیب بن مسلمہ کہتے ہیں۔ میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا۔آپ نے انہیں جواب کیوں نہ دیا۔ فرمایا۔میں کھڑا ہونے ہی لگا تھا اور میں نے ارادہ

بھی کر لیا۔ کہ ان سے کہوں کہ اس خلافت کے تجھ سے زیادہ حقدار وہ ہیں۔ جنہوں نے تیرے اور تیرے باپ کے خلاف اسلام کی خاطر جنگیں لڑیں۔ تو میں اس خدشہ کے پیشِ نظر رک گیا۔ کہ یہ کہیں ایسی بات نہ ہو جائے۔ جس سے انتشار پیدا ہو جائے اور خون ریزی ہونے لگے۔ اور میری بات کا غلط مطلب نہ لے لیا جائے۔ تو میں نے جنت کی وہ نعمتیں یاد کیں جو اللہ نے تیار کر رکھی ہیں۔ حبیب نے کہا، آپ محفوظ رہے اور اپنے آپ کو بچالیا۔

حدیث نمبر 4108) (صحیح البخاری

■ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور بیعتِ یزید:۔

محب الدین طبری نے اپنی مشہور کتاب ریاض النضرۃ میں ایک باب باندھا ہے۔

ذكر احترام الولاة له ووصية أم المؤمنين حين وفاتها أن يصلي عليها

اس میں حضرت سعید بن زید ﷛ کے حالات ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

عن ابن سعيد بن زيد قال: كتب معاوية بن أبي سفيان إلى مروان ابن الحكم بالمدينة يبايع الناس لابنه يزيد، فقال رجل من الشام: ما يحبسك؟ قال: حتى يجيء سعيد بن زيد فيبايع، فإنه سيد أهل البلد، فإذا بايع بايع الناس. قال: افلا أذهب آتيك به؟ فجاء الشامي وأنا مع أبي الدار، فقال: انطلق فبايع، فقال: أنطلق، فسأجيء فأبايع، فقال: تنطلق أو لأضربن عنقك، قال: أتضرب عنقي؟ والله إنك لتدعوني إلى أقوام أنا قاتلتهم على الإسلام. قال: فرجع إلى مروان وأخبره، فقال له مروان. اسكت. قال: فماتت أم المؤمنين. أظنها زينب، فأوصت أن يصلي عليها سعيد بن زيد، فقال الشامي لمروان: ما يحبسك أن تصلي على أم المؤمنين؟ قال: أنتظر الرجل الذي أردت أن تضرب عنقه، فإنها أوصت أن يصلي عليها، فقال الشامي: أستغفر الله.

حضرت معاویہ نے مدینہ کے امیر مروان بن حکم کو خط لکھا۔
کہ لوگوں سے میرے بیٹے یزید کی بیعت لو۔ (مروان بن حکم کے پاس ایک شامی آدمی تھا)۔ اس شامی نے مروان سے کہا۔ آپ کو کیا چیز روکے ہوئے ہے۔ آپ لوگوں سے بیعت کیوں نہیں لے رہے؟
اس نے کہا، ہم اس وقت تک لوگوں سے بیعت نہیں لیں گے۔ جب تک سعید بن زید ﷛ بیعت نہ کر لیں۔ کیونکہ وہ اس علاقے کے سردار ہیں۔ جب وہ بیعت کر لیں گے تو عوام الناس بھی بیعت کر لے گی۔ تو وہ شامی کہنے لگا۔ کیا میں ابھی ان کو لے کر نہ آؤں۔ وہ شامی آیا اور کہنے لگا۔ چلیے اور یزید کی بیعت کیجئے۔ تو سعید بن زید ﷛ نے فرمایا۔ تم چلو میں کرتا ہوں بیعت۔ تو وہ شامی کہنے لگا۔ تم چلو گے یا تمہاری گردن اتار دوں؟ فرمایا! کیا تو میری گردن اتارے گا۔ اللہ کی قسم! تو مجھے ایسے لوگوں کی بیعت کی دعوت دے رہا ہے۔ جن کے خلاف میں اسلام کی خاطر لڑتا رہا ہوں۔ وہ شامی آدمی مروان

کے پاس واپس آ گیا۔ اور ساری صورتِ حال بتائی۔ مروان نے اس سے کہا، اب کسی کو نہ بتانا۔ (کہ سعید نے بیعت سے انکار کر دیا ہے) انہی دنوں (راوی کہتا ہے) ام المومنین میرا گمان ہے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں۔ تو اس شامی نے مروان سے کہا، آپ ام المومنین کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا رہے۔ اس نے کہا، میں اس شخص کا انتظار کر رہا ہوں۔ جس کی گردن اتارنے کا تو نے ارادہ کیا تھا۔ کیونکہ ام المومنین نے وصیت کی ہے۔ کہ میرا جنازہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ ہی پڑھائیں۔ یہ سن کر شامی نے کہا۔ استغفر اللہ

(الریاض النضرۃ في مناقب العشرۃ ص330)

نوٹ:۔ مذکورہ بالا عبارت کسی شیعہ یا سبائی مصنف کی نہیں۔ بلکہ ایک ایسے مصنف کی ہے۔ جس پر ناصبی ہونے کا الزام ہے۔

■ عرب نے یزید کی بیعت کرنے میں ناگواری کا اظہار کیا۔

"أراد معاوية الناس على بيعة يزيد، فتثاقلت ربيعة، ولحقت بعبد القيس بالبحرين، واجتمعت بكر بن وائل إلى خالد بن المعمر، فلما تثاقلت ربيعة تثاقلت العرب أيضاً، فضاق معاوية بذلك ذرعاً"

جب حضرت معاویہ نے لوگوں سے یزید کی بیعت لینے کا ارادہ کیا۔ تو قبیلہ ربیعہ کے لوگوں نے سستی کا مظاہرہ کیا۔ اور یہ لوگ بحرین میں عبدالقیس کے ساتھ ملحق ہوگئے۔ بنو بکر بن وائل خالد بن معمر کے ساتھ مجتمع ہوگئے۔ جب بنو ربیعہ نے سستی کا مظاہر کیا تو عرب نے بھی سستی کا اظہار کیا۔ جس سے حضرت معاویہ دلبرداشتہ ہوگئے۔

(مختصر تاریخ دمشق ج3 ص30،
آخبار الوافدین العباس بن بکار الضبي ص44)

■ محمد بن سعد بن ابی وقاص نے بھی یزید کی بیعت کرنے سے انکار کیا۔

علامہ الزرکلی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وکان ممن أبی بیعة یزید بن معاویة۔

کہ محمد بن سعد بن ابی وقاص ان افراد میں سے تھے۔ جنہوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

(الاعلام ج6 ص136)

- عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے بھی یزید کی بیعت کرنے سے انکار کیا۔

حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"فر من بیعة یزید"

کہ آپ رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت سے بچنے کے لیے علاقہ چھوڑ گئے۔

(البدایہ والنہایہ ج6 ص362)

امام ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"وامتنع عن بیعة یزید بن معاویة"

آپ رضی اللہ عنہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت سے انکار کیا۔

(اسد الغابہ ج2 ص110)

■ سیدنا مسور بن مخرمہ بھی بیعت یزید کو ناپسند کرتے ہیں۔

امام ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"المسور بن مخرمة له صحبة، ـ ـ ـ وكان فقيهاً من أهل العلم والدين، وكره بيعة يزيد، وأقام مع ابن الزبير بمكة، حتى قدم الحصين بن نمير إلى مكة في جيش من الشام لقتال ابن الزبير بعد وقعة الحرة، فقتل المسور، أصابه حجر منجيق وهو يصلي في الحجر، ، وصلى عليه ابن الزبير، وكان عمره اثنتين وستين سنة".

کہ مسور بن مخرمہ صحابی رسول ہیں۔ فقیہ ترین علماء میں سے تھے۔یزید کی بیعت کو نہایت بُرا جانا۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ میں رہنے لگے۔ جب حسین بن نمیر شامی لشکر کے ساتھ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے

لڑنے کے لیے مکہ آیا۔ تو مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کچھ اس طرح ہوئی۔ کہ آپ بیت اللہ کے پاس مقامِ حجر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ شامی لشکر کی منجنیق سے پھینکا ہوا پتھر آپ کو لگا۔ آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ بوقت شہادت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر باسٹھ سال تھی۔

(اسد الغابہ ج3 ص14)

■ بیعتِ یزید کو لوگوں نے ناپسند کیا۔

امام ابنِ قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "عیون الاخبار" میں ایک روایت ذکر کرتے ہیں۔ جس کے یہ الفاظ بیعتِ یزید کی اصل حقیقت کو عیاں کر دیتے ہیں۔

"وأظهر قوم الكراهة"

لوگوں نے یزید کی بیعت کو سخت ناپسند کیا۔

(عیوں الاخبار ج3 ص30)

■ سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ بھی بیعت یزید کو ناپسند کرتے ہیں

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ یزید کو ولی عہد مقرر کیا جا رہا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ طویل ترین سفر کر کے حضرت معاویہ کے پاس پہنچتے ہیں اور ان سے یزید کی بیعت کے حوالے سے ہمکلام ہو کر کہتے ہیں۔

"وإني سمعت رسول الله ﷺ يقول :إن الله لم يسترع عبدا رعية إلا وهو سائله عنها كيف صنع فيها"

کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بذاتِ خود سنا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر والی و حکمران سے اس کی رعایا کے بارے میں یہ سوال ضرور کریں

گے۔ کہ اس نے اپنی رعایا کے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا۔

اور حضرت معاویہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔

وإني أذكرك يا معاوية في أمة محمد ﷺ بمن تستخلف عليها

اے معاویہ میں تمھیں امت محمدیہ کے بارے میں یاد دلانا چاہتا ہوں۔ کہ تم اس امت کا خلیفہ کس کو بنائے جارہے ہو؟۔

راوی کہتا ہے۔

فأخذ معاوية ربوة وأخذ يتنفس في غداة قر وجعل يمسح العرق عن وجهه ثلاثا ثم أفاق ــــ۔قال : أما بعد فإنك امرؤ ناصح قلت برأيك بالغ ما بلغ وإنه لم يبق

إلا ابني وأبناؤهم وابني أحق من أبنائهم حاجتك ؟

قال : ما لي حاجة۔

یہ باتیں سن کر معاویہ پر کپکپی طاری ہو گئی۔پیشانی سے تین مرتبہ پسینہ صاف کیا۔جب طبیعت سنبھلی تو کہا ۔آپ ایک خیر خواہ نصیحت کنندہ ہیں۔ امرِ واقعہ یہ ہے۔ کہ اب صرف میرا بیٹا اور ان لوگوں کی اولاد رہ گئی ہے۔ میرا بیٹا ان کے بیٹوں کے مقابلہ میں زیادہ حق رکھتا ہے۔ اگر آپ کی کوئی ذاتی ضرورت ہے تو فرمایئے۔تو سیدنا عمرو بن حزم ﷛ نے فرمایا۔مجھے کوئی ضرورت نہیں۔

راوی کہتا ہے۔یہ صورتِ حال دیکھ کر سیدنا عمرو بن حزم ﷛ کے بھائی کہنے لگے۔

إنما جئنا من المدينة نضرب أكبادها من أجل كلمات؟

ہم نے مدینہ سے اس قدر تکلیف دہ اور طویل سفر صرف ان باتوں کے لیے کیا تھا۔ تو فرمایا۔

ما جئت إلا لكلمات

میں صرف اور صرف یہی باتیں کہنے کے لیے ہی آیا ہوں۔

علامہ نور الدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ روایت کے بارے فرماتے ہیں۔

"رواہ ابو یعلی ورجالہ رجال الصحیح"

اس روایت کو امام ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس روایت کے راوی بخاری شریف کے راوی ہیں۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج7 ص496)

علامہ حسین سلیم اسدؒ مسند ابی یعلی کی تخریج کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"رجالہ ثقات" کہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

(مسند آبي يعلی جز13ص92)

مذکورہ بالا روایت ابنِ حجر عسقلانیؒ نے "المطالب العالية" میں بھی ذکر کی ہے۔

- اموی گورنر زیاد نے بھی یزید کی ولیعہدی کو ناپسند کیا۔

علامہ العصامی المکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"ثم كتب إلى زياد يستشيره فنكرزياد ذلك"

معاویہ نے زیاد کو خط لکھ کر اس سے اس بارے میں مشورہ طلب کیا تو اس نے یزید کی ولیعہدی کو سخت

ناپسند کیا۔

(سمط النجوم ج2ص65)

حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"وكتب معاوية إلى زياد يستشيره في ذلك، فكره زياد ذلك لما يعلم من لعب يزيد وإقباله على اللعب والصيد"

حضرت معاویہ نے زیاد کو خط لکھ کر یزید کی ولیعہدی کے بارے میں مشورہ طلب کیا۔ تو اس نے نہایت ہی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ کیونکہ یزید کا لہو و لعب اور شکار کی طرف ہی لگے رہنا اس کے علم میں تھا۔

(البدایہ والنھایہ ج8ص86)

■ حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ یزید کی ولیعہدی کے مسئلہ پر حضرت معاویہ سے مخاطب ہوتے ہیں۔

"أنت أعلمُنا بيزيد في ليله ونهاره، وسرّه وَعلانيَته، فلا تلقمه الدنيا وأنت تذهب إلى الآخرة"

آپ یزید کے شب و روز کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ آپ اس کی خلوت و جلوت کے معمولات کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ آپ دنیا چھوڑ کر آخرت کی طرف جا رہے ہیں۔ جاتے جاتے اس کے منہ میں دنیا کا لقمہ نہ ڈالیے۔

(عیون الاخبار ص 214)

■ امام قرطبیؒ بیعت یزید کی اصل حقیقت سے نقاب کشائی کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"أن ابن الزبير وأكثر أهل الحجاز كرهوا بيعة يزيد بن معاوية"

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور حجاز کے اکثر لوگوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت کو ناپسند کیا تھا۔

(المفہم جز 11 صفحہ 35)

■ مولانا عبدالحئ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"لان یزید لم تنعقد بیعته عند الحسن وغیره ممن لم یبایعوه والمبا یعون مکرهون علی بیعته"

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان لوگوں کے ہاں جنہوں نے یزید کی بیعت نہیں کی تھی۔یزید کی بیعت منعقد ہی نہیں ہوئی تھی۔ اور جنہوں نے بیعت کی تھی انہوں نے مجبوری سے بیعت کی تھی۔

(مجموعۃ الفتاوی ج2ص66)

■ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور بیعت یزید

مدینہ منورہ، مکہ معظّمہ اور کوفہ کے لوگ یزید پلید کے تسلط پر راضی نہ تھے۔ اور حضرت امامِ حسین، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر

رضی اللہ عنہم وغیرہم صحابہ کرام نے یزید کی بیعت قبول نہیں کی تھی۔

(فتاوی عزیزیہ ص226)

■ مفسرِ قرآن الشیخ مفتی شفیع رحمۃ اللہ علیہ اور بیعتِ یزید

مفتی صاحبؒ نے اپنی مشہور کتاب "شہیدِ کربلا" کے صفحہ 13 پر عنوان ہی یہ قائم کیا ہے۔ "اسلام پر بیعتِ یزید کا حادثہ"

پھر اس کی تفصیلات یوں بیان کی ہیں۔ شام و عراق میں معلوم نہیں کس کس طرح لوگوں نے یزید کے لیے بیعت کا چرچا کیا۔ اور یہ شہرت دی گئی کہ شام و عراق، کوفہ و بصرہ یزید کی بیعت پر متفق ہو گئے۔ اب حجاز کی طرف رُخ کیا گیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے

امیرِ مکہ و مدینہ کو اس کام کے لیے مامور کیا گیا۔ مدینہ کا عامل مروان تھا۔ اس نے خطبہ دیا اور لوگوں سے کہا۔ کہ امیر المومنین حضرت معاویہ، حضرت ابو بکر و حضرت عمرؓ کی سنت کے مطابق یہ چاہتے ہیں۔ کہ اپنے بعد کے لیے یزید کی خلافت پر بیعت لی جائے۔ عبدالرحمٰن ابی بکرؓ کھڑے ہوئے اور کہا، کہ یہ غلط ہے۔ یہ ابو بکر و عمر کی سنت نہیں بلکہ کسرٰی و قیصر کی سنت ہے۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے خلافت اپنی اولاد میں منتقل نہیں کی۔ اور نہ ہی اپنے کنبہ و رشتہ میں۔ حجاز کے عام مسلمانوں کی نظریں اہلِ بیتِ اطہار پر لگی ہوئی تھیں۔ خصوصا حضرت حسین بن علیؓ پر۔ جن کو وہ بجا طور پر حضرت معاویہ کے بعد مستحقِ خلافت سمجھتے تھے۔ اس میں حضرت حسین بن علی ،

حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کی رائے کے منتظر تھے کہ وہ کیا کرتے ہیں۔

ان حضرات کے سامنے اول تو کتاب و سنت کا یہ اصول تھا کہ خلافتِ اسلامیہ خلافتِ نبوت ہے۔ اس میں وراثت کا کچھ کام نہیں کہ باپ کے بعد بیٹا خلیفہ ہو، بلکہ ضروری ہے کہ آزادانہ انتخاب سے خلیفہ کا تقرر کیا جائے۔ دوسرے ان کی نگاہ میں یزید کے ذاتی حالات بھی اس کی اجازت نہ دیتے تھے۔ کہ اس کو تمام ممالک اسلامیہ کا خلیفہ مان لیا جائے۔ ان حضرات نے اس تجویز کی مخالفت کی اور ان میں سے اکثر آخر دم تک مخالفت پر ہی رہے، اس حق گوئی اور حمایتِ حق کے

نتیجہ میں مکہ و مدینہ میں دار و رسن اور کوفہ و کربلا میں قتلِ عام کے واقعات پیش آئے۔

■ علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ اور یزید کی تخت نشینی

اپنی شہرہ آفاق کتاب " سیرۃ النبی " میں یزید کی تخت نشینی سے اسلام کا جو سیاسی ، مذہبی و اخلاقی نقصان ہوا مختصر الفاظ میں رقم زن ہیں۔

"یزید تخت نشین ہوا اور یہی اسلام کی سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی ادبار و نکبت کی اولین شب تھی"

(سیرۃ النبی ج3 ص709)

■ مولانا اسماعیل روپڑی رحمۃ اللہ علیہ اور بیعتِ یزید:

خلفائے راشدین خلیفہ کے انتخاب میں بہت محتاط تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے انتخاب میں تو احادیثِ نبوی کے اشارات و کنایات سے کام لیا گیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی

نسبت بھی قریبا یہی چیز کام آئی۔ بعدہ شوریٰ سے انتخاب ہوتا رہا۔ لیکن یزید کی امارت کے متعلق اس اصول کی پابندی نہ کی گئی

(شہیدِ کربلا ص11)

شیخ الاسلام علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اور بیعت یزید

آپ کے ہاں یزید کی بیعت سراسر غیر شرعی طریقے سے لی گئی تھی۔آپ اس بیعت کو قیصر و کسریٰ کی سنت قرار دیتے تھے۔ملاحظہ فرمایئے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد2ص125)